باب۔ ۳۲

قتل، قصاص اور دیت

قرآن: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَن يَصَّدَّقُوا۔

اور مسلمان کا کام نہیں کہ کسی مسلمان کو قتل کرے مگر خطا سے، اور جو کسی مسلمان کو خطا سے ہی مار ڈالے تو اس پر دیت واجب الادا ہے، مسلمان غلام کو آزاد کرنا اور مقتول کے وارثوں کو دیت اور خوں بہا پہنچادینا، لیکن اگر وہ خود معاف کر دیں، (النساء:۹۲)۔

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا۔

اور جو کوئی کسی مسلمان کو عمداً قتل کر دے تو اس کی سزا دوزخ ہے، اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا، اس پر خدا کا غضب ہوگا، اس کی لعنت ہوگی اور اس کے لیے خدا نے بڑا عذاب تیار کیا ہے، (النساء:۹۳)۔

حدیث: آنحضرتؐ نے فرمایا کہ [روزِ قیامت] سب سے پہلے ان مقدمات کا فیصلہ کیا جائے گا جو قتل کے متعلق ہوں گے۔ راوی: عبداللہؓ۔ (صحیح بخاری: ۶۴۲۳)۔

میں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر میں کسی کافر سے ملوں اور وہ میرے ساتھ جنگ کر کے میرا ہاتھ کاٹ دے اور پھر ایک پہاڑ کی پناہ میں جا کر کہہ دے کہ "میں اسلام لے آیا" تو کیا اس طرح کے کہنے کے بعد میں اسے قتل کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا، تم اسے قتل نہیں کروگے، کیوں کہ اگر تم نے قتل کر دیا تو تمھاری جگہ وہ قتل کرنے سے قبل والی حالت میں ہو گا اور تم اس کے کلمہ کہنے والی قبل والی حالت میں ہوگے۔ راوی: مقداد بن کندیؓ۔ (صحیح بخاری: ۶۴۲۴)۔

ایک یہودی نے زیور کی خاطر ایک لڑکی کا قتل کر دیا۔ آنحضرتؐ نے قصاص میں اسے قتل کر دینے کا حکم فرمایا۔ راوی: انس بن مالکؓ۔ (صحیح بخاری: ۶۴۴۳)۔

Siddiqui Publications

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کا ناحق قتل کرنا ، اور جھوٹی گواہی دینا، کبیرہ گناہ ہیں۔ راویان :عبداللہ بن عمروؓ اور انس بن مالکؓ۔(صحیح بخاری: ۶۴۲۸،۶۴۲۹)۔

حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ ارشادِ نبویؐ ہوا کہ قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں۔ چناں چہ میں نے حضورؐ سے عرض کیا، مقتول کیوں؟ آپؐ نے فرمایا، اس لیے کہ وہ قاتل کے قتل پر حریص تھا۔ راوی: احنف بن قیسؓ۔ (صحیح بخاری: ۶۴۳۳)۔

ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں سے کچل دیا۔ وہ یہودی آنحضرتؐ کے پاس لایا گیا۔ حضورؐ نے اس سے پوچھا کہ کیا تُو نے ایسا کیا ہے؟ اس نے اقرار کیا۔ چناں چہ اس کا سر بھی پتھر سے کچلا گیا۔ راوی: انس بن مالکؓ۔(صحیح بخاری: ۶۴۳۴،۶۴۳۵)۔

بنی اسرائیل میں قصاص تھا اور دیت کا دستور نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے فرمایا، كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ،(البقرۃ:۱۷۸)۔یعنی تم میں قتل پر قصاص فرض کیا گیا ہے۔ اور عفو یہ ہے کہ قتل عمد میں خون بہا قبول کر لیا جائے۔فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ سے مراد یہ ہے کہ دستور کے مطابق ہو۔ راوی: ابن عباسؓ۔(صحیح بخاری:۶۴۳۹)۔

حضورؐ نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے بُرے تین لوگ ہیں۔ حرم میں ظلم کرنے والے، اسلام میں جاہلیت کا طریقہ اختیار کرنے والے، ناحق خون کرنے والے۔ راوی: ابن عباسؓ۔(صحیح بخاری:۶۴۴۰)۔

سہل بن ابی حثمہ انصاریؓ کا بیان ہے کہ ان کی قوم کے کچھ لوگ خیبر گئے۔ وہ وہاں پہنچ کر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ بعد میں انھوں نے اپنے ایک ساتھی کو مقتول پایا۔ وہ وہاں کے لوگوں سے ملے اور کہا کہ تم نے ہمارے ساتھی کو قتل کر دیا۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ نہ تو ہم نے قتل کیا ہے اور نہ ہی قاتل کو جانتے ہیں۔ چناں چہ سہل انصاریؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے اور خیبر کا واقعہ بیان کیا۔ پہلے تو حضورؐ نے ان سے کہا کہ جب بھی تمھیں اپنی کچھ بات کہنا ہے تو تم میں سے بڑا بات کیا کرے۔ پھر دریافت فرمایا کہ کیا تمھارے پاس اس قتل کا کوئی گواہ ہے؟ انھوں نے بتایا کہ کوئی نہیں ہے۔ پھر پوچھا کیا خیبر والے قسم کھا لیں گے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہمیں یہود کی قسم کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس پر آپؐ نے خون، باطل کرنا پسند نہ کیا اور بیت المال سے دیت کی ادائیگی کا حکم دیا۔ راوی: بشیر بن یسارؓ۔(صحیح بخاری: ۶۴۵۵)۔

اہم فقہی پہلو:

قتل:

قتل ناحق کی پانچ صورتیں ہیں۔

(۱) قتل عمد: جان بوجھ کر کسی کا قتل کرنا۔ یہ کسی دھار والے ہتھیار مثلاً تلوار یا چھری وغیرہ سے کیا جاسکتا ہے۔ آگ سے جلا کر بھی ہلاک کیا جاسکتا ہے۔ قتل عمد، کفر کے بعد تمام گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ قتل عمد کی سزا صرف قصاص یعنی جان کے بدلے جان لینا ہے۔ البتہ مقتول کے وارثوں میں سے کوئی معاف کر دے تو دیت یعنی خون بہا کی رقم ہے۔

(۲) قتل شبہ عمد: کسی نے ایسی چیز سے قتل کیا جو عموماً قتل کے لیے استعمال نہیں ہوتا۔ جیسے کسی نے لاٹھی سے مارا اور وہ جسم کے ایسے حصے میں لگی جو جان لیوا بن گئی۔ عمد اور شبہ عمد کا دارومدار ارادے پر ہے۔ بندوق کی گولی بھی اگرچہ ٹانگ یا ہاتھ وغیرہ پر لگے تو فوراً جان نہیں لیتی۔ تاہم گولی سے زیادہ کوئی دوسری چیز پختہ ارادہ قتل پر دلالت نہیں کرتی۔ اس کی سزا وارثوں کو دیت کا ادا کرنا ہے۔ قاتل اگر مقتول کی وراثت کے دائرہ میں آتا ہے تو وہ وراثت کے حق سے محروم رہے گا۔

(۳) قتل خطا: غلطی سے کسی کا مارا جانا، مثلاً کسی جانور کے شکار کا نشانہ لیا گیا تھا لیکن وہ غلطی سے کسی آدمی کو جا لگا۔ اسی طرح بندوق صاف کر رہا تھا کہ گولی چل گئی اور اس نے کسی کی جان لے لی۔ ایسی صورت میں قتل کا گناہ تو نہیں لیکن بے احتیاطی برتنے پر سزا ہے۔ اور اس کی سزا جائیداد سے محرومی اور دیت کا ادا کرنا ہے۔

(۴) شبہ خطا: یہ بھی قتل خطا کے برابر ہے۔ مثلاً ایک آدمی سوتا ہوا دوسرے آدمی پر آ گرا جس سے وہ مر گیا۔ لہٰذا اس کا حکم بھی قتل خطا کا ہے۔

(۵) قتل بالسبب: راستے میں ایک کنواں کھودا گیا یا ایک بڑا پتھر رکھ دیا گیا۔ کنویں میں گر کر یا پتھر سے ٹکرا کر آدمی مر گیا۔ ان صورتوں میں عصبہ کے ذمہ دیت ہے۔

قصاص:

- قتل عمد میں قصاص واجب ہے۔ آج کل جھوٹے رحم کی ایک ہوا ہے کہ بہہ رہی ہے، یعنی قصاص لینے کو بے رحمی اور سخت دلی سمجھنے لگے ہیں۔۔ آج کی عدالتیں قتلِ عمد پر عمر قید یا بیس سال قید

کی سزا دیتے ہیں۔ اور پھر ہوتا یہ ہے کہ چند روز قید بھگت کر کسی " آزادی کی سالگرہ" میں عام معافی کے تحت وہ چھوٹ جاتے ہیں۔۔۔ اللہ فرماتا ہے، وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ، یعنی قصاص لینے میں تمھاری بڑی زندگی ہے، (البقرۃ : ۱۷۹)۔۔ قتل کا ارادہ کرنے والا، جب سمجھتا ہے کہ میں کسی کو ماروں گا تو قصاص میں میری جان بھی جائے گی تو وہ ہرگز قتل نہ کرے گا۔ اس طرح سے دونوں کی جان بچ جائے گی۔۔۔ یعنی مقتول اور قاتل کی۔

- اعضا میں قصاص کے لیے احتیاط کی ضرورت ہے۔ یعنی جتنا نقصان ہوا ہے اتنا ہی اس کے ساتھ کیا جائے۔ کسی نے کلائی یا پنڈلی درمیان سے کاٹ دی یعنی جوڑ پر سے نہیں کاٹی، تو ایسی صورت میں بالکل اس کے مثل قصاص ممکن نہیں، تو ایسے میں قصاص نہیں ہے، بلکہ اسے دیت پر راضی کیا جانا چاہیے۔

دیت:

- فتویٰ عالمگیری کے مطابق، شبہ عمد، قتل خطا اور قتل بالسبب کے لیے دیت تین قسم کے مالوں سے کی جائے گی۔ یہ دیت، سو اونٹ ہے یا ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم ہے، (یا اس کے مقابل آج کے روپے کی قیمت ادا کرنی ہے۔۔۔ مرتب)۔
- دیت تین سال میں بتدریج قاتل کے کنبہ اور قوم سے ، جسے "عاقلہ" کہتے ہیں، لی جاسکتی ہے۔ جو لوگ نفع و نقصان میں شریک ہوتے ہیں وہ اس کے عاقلہ ہوتے ہیں، خاندان کا ایک ہونا شرط نہیں۔ جہاں عاقلہ نہ ہوں وہاں دیت کی تمام ذمہ داری قاتل پر ہے۔

Siddiqui Publications